جناب حافظ محمد قاسم خواجہ

مجلس علماء اہلحدیث گوجرانوالہ کے ماہانہ اجلاس میں پڑھا گیا

اسلام اور آداب سفر

زندگی میں سفر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ سفر کو وسیلۂ ظفر مانا گیا ہے۔ مگر بلا وجہ سفر کی صعوبت برداشت نہیں کرنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سفر ایک عذاب ہے۔

السفر قطعة من العذاب يمنع احدكم نومه وطعامه وشرابه فاذا اقضى نهمته من وجهه فليعجل الى اهله (صحیحین)

سفر عذاب کا ایک حصہ ہے۔ اس سے تمہاری نیند میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور کھانے پینے میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ کام سے فارغ ہو کر جلد گھر پہنچنا چاہیے۔ نیز فرمایا:

بامقصد سفر

لا تركب البحر الا حاجا او معتمرا او غازيا فى سبيل الله (ابوداؤد)

سمندر میں سفر نہ کرو سوائے حج، عمرہ اور جہاد کے۔ فرمایا:

اللہ کے مہمان

وفد الله ثلاثة الغازى والحاج والمعتمر (نسائی)

اللہ کے مہمان تین ہیں۔ جہاد کرنے والا۔ حج کرنے والا۔ اور عمرہ کرنے والا

ہجرت کے لیے سفر

ہجرت کے لیے بھی سفر ثابت ہے۔

والذين هاجروا فى سبيل الله ثم قتلوا او ماتوا ليرزقنهم الله رزقا حسنا (الحج)

اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت کی پھر شہید ہو گئے۔ یا فوت ہو گئے۔ خداوند کریم انہیں بہترین رزق عطا فرمائے گا۔

علم کے لیے سفر

علم کے لیے بھی سفر ثابت ہے۔ سورۃ توبہ میں ہے۔ فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون۔

پس کیوں نہ نکلے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ تاکہ وہ دین کی سمجھ پیدا کرنے اور لوٹ کر اپنی قوم کو ڈرائے تاکہ وہ بچیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے اور ان سے کہا۔

هل اتبعك على ان تعلمن مما علمت رشدا (الکھف)

کیا میں آپ کے ساتھ اس مقصد کے لیئے رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے وہ بھلائی سکھلائیں۔ جو آپ کو سکھلائی گئی ہے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع (ترمذی)

جو علم کی تلاش میں نکلے پس وہ راہِ خدا میں ہے۔ یہاں تک لوٹ آئے۔ فرمایا:

یوشك ان یضرب الناس اكباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احد اعلم من عالم المدينة (ترمذی)

عنقریب لوگ علم کی تلاش میں اونٹ دوڑائیں گے تو انہیں مدینے کے عالم (امام مالکؒ) سے بڑا کوئی عالم نہیں ملے گا۔

تبلیغ کے لیئے تبلیغ کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف وغیرہ بستیوں میں تشریف لے گئے۔ حکمِ ربانی ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (آل عمران)

تم بہترین لوگ ہو۔ تمہارا کام نیکی کا حکم دینا ہے۔ اور برائی سے منع کرنا ہے۔

عبرت کے لیئے عبرت پذیری کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین (النحل)

پس چلو زمین میں اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

اصلاح احوال کے لیئے ملک کی خبر گیری اور اصلاحِ احوال کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین بادشاہ کا سفر مشہور ہے۔ (الکھف)

تبدیلی آب وہوا کے لیئے
آب وہوا کی تبدیلی کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عکل کے افراد کو صحت افزائی کے لیئے مدینہ سے باہر چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ جو بعد میں مرتد ہو گیئے تھے۔ (عن انس رض صحیحین)

قدرتی مناظر کے لیئے
خدا کی بادشاہت اور قدرت کے نظاروں کو دیکھنے کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔

اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض وماخلق اللہ من شیٔ

کیا وہ نہیں دیکھتے زمین و آسمان کی بادشاہی میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ــــ سفرِ معراج بھی اسی لیئے تھا۔

لنریہ من اٰیٰتنا (بنی اسرائیل)
تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھلائیں۔

ملاقات کے لیئے
عزیز و اقارب سے ملاقات کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی ایک (مسلمان) بھائی کی ملاقات کے لیئے دوسری بستی میں جا رہا تھا۔ راستے میں اسے ایک فرشتہ ملا۔ جس نے اس سے پوچھا کدھر جاتے ہو۔ بولا میں فلاں بستی میں اپنے بھائی سے ملنے جاتا ہوں۔ فرشتے نے کہا تم اس سے اپنے کسی احسان کا بدلہ چکانے جاتے ہو۔ جواب دیا نہیں مجھے تو اس سے لوجہ اللہ محبت ہے۔ تب فرشتے نے کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اور تیری طرف اس کا یہ پیغام ہے۔ کہ جس طرح تجھے اپنے بھائی سے محبت ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو بھی تجھ سے محبت ہے۔ (مسلم)

حصولِ رزق کے لیئے
اور حصولِ رزق کے لیئے بھی سفر ثابت ہے۔

وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ لعلکم تشکرون

اور وہی ہے جس نے دریا کو مسخر کیا۔ تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور پہننے کے لیئے اس سے زیور نکالو۔ اور تو دریا میں کشتیوں کو پانی چیرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور شکر بجا لاؤ۔

سرکشی کے لیئے
مگر بغاوت اور سرکشی کے لیئے سفر ثابت نہیں۔

لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماؤھم
جھنم وبئس المھاد (آل عمران)
کافروں کا شہروں میں گھومنا پھرنا آپ کو فریب میں نہ ڈال دے۔ یہ معمولی فائدہ ہے۔ پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے۔

فساد کے لیئے تخریب کاری کے لیئے سفر ثابت نہیں۔
ولا تعثوا فی الارض مفسدین (بقرہ)

اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔

غنڈہ گردی کے لیئے راہزنی، قزاقی اور غنڈہ گردی کے لیئے سفر ثابت نہیں۔
انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون
فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف
او ینفوا من الارض (مائدہ)
اور جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی سزا یہی ہے۔ کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا مخالف طرف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں۔ یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔

ہیپی ہیپیوں کی مانند آوارہ گردی کے لیئے سفر ثابت نہیں۔ قیامت کے روز انسان سے پانچ چیزوں کا حساب لیا جائے گا۔ جن میں سے دو یہ ہیں۔
عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیما ابلاہ (ترمذی)
عمر کیسے گزاری اور جوانی کو کہاں کھپایا۔؟

عرسوں کے لیئے مزاروں اور عرسوں پہ محفل خوار ہونے کے سفر ثابت نہیں۔
ارشادِ نبوی ہے۔
لا تشد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ و
مسجدی ھذا (متفق علیہ)
سوائے تین مسجدوں یعنی مسجدِ حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے کجاوے نہ کسے جائیں۔ یعنی سفرِ زیارت نہ کیا جائے۔

بستر پارٹی بستر اُٹھا کے چلے کاٹنے کے لیئے بھی سفر ثابت نہیں۔ سفر عبادت نہیں نیکی نہیں، مقصد نہیں۔ یہ تو ضرورت ہی کام کے لیئے ہوتا ہے۔

حسبِ ارشادِ نبوی فارغ ہوکر فوراً گھر پہنچنا چاہیے۔ والدہ یاد فرماتی ہوں گی۔ بیوی منتظر ہوگی۔ بچے راہ تکتے ہوں گے۔

اگر مقصد علم کا حصول ہے۔ توان لوگوں کو مدرسہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ اور اگر نیک صحبت اور صالح تربیت مطلوب ہے۔ تو اللہ والوں کی محفل میں بیٹھنا چاہیئے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہٗ۔

اور خود کو ان لوگوں سے وابستہ رکھو جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ اور اس کی رضا کے طالب رہتے ہیں۔

اور اگر تبلیغ مقصود ہے۔ تو یہ اہلِ علم کا منصب ہے۔ نیز تبلیغ کے لیئے چند مبلّغ ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ قافلے درکار نہیں ہوتے۔ یہ دین کو اور خود اپنے آپ کو مذاق بنانے والی بات ہے۔ وقت گذاری کے لیئے بہتر مصرف ڈھونڈنا چاہیے۔ خواہ مخواہ نگر نگر پھر کر قوم کے وقت کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اپنی صلاحیتوں کا غلط استعمال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں بھی نیکی کے سانچہ میں ڈھلنے کے لیئے سیاحت کو لازمی قرار نہیں دیا ہے۔

عن عثمان بن مظعون قال یارسول اللہ ائذن لنا فی الاختصاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من خصی ولا اختصی ان خصاء امتی الصیام فقال ائذن لنا فی السیاحۃ قال ان سیاحۃ امتی الجھاد فی سبیل اللہ فقال ائذن لنا فی الترھب فقال ان ترھب امتی الجلوس فی المساجد انتظار الصلوٰۃ۔

(مشکوٰۃ باب المساجد بحوالہ شرح السنۃ)

عثمان بن مظعون نے کہا یارسول اللہ ہمیں شادی کے ناقابل ہونے کی اجازت دیجیئے فرمایا جو ایسا کرے یا ہو۔ ہم میں سے نہیں میری امت کا خوجہ پن روزہ ہے۔ عرض کیا ہمیں سیاحت کی اجازت دیجئے۔ فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد ہے۔ عرض کیا ہمیں رہبانیت یعنی ترک دنیا کی اجازت دیجیئے۔ فرمایا میری امت کی رہبانیت مسجدوں میں نمازوں کا انتظار ہے۔

میرے بھائی جس ریاضت اور جس چلّے کی ضرورت حضورؐ نے محسوس نہیں فرمائی ہمیں بھی اس کی کیا ضرورت ہے۔؟

کام چھوڑ چھاڑ کر کئی کئی دن کے لیئے گھر سے بھاگ جانا کوئی کسب ہے۔؟ اچھے۔ لوگ ایسا

نہیں کرتے ۔ والدین کی خدمت کسقدر ضروری ہے ۔ اور اس کا کتنا درجہ ہے ۔ اندازہ فرمایئے ایک شخص نے حضورؐ سے جہاد کی اجازت طلب کی آپ نے پوچھا تیرے ماں باپ ہیں ۔ اس نے کہا ہیں ۔ فرمایا ان کی خدمت کر بس تیرا جہاد ہے ۔ (ترمذی)

قومی اور عائلی فرائض سے راہِ فرار اختیار کرنا تقوی نہیں بزدلی ہے ۔ خیانت ہے ۔ اور کام چوری ہے ۔ اپنے سر پر پڑی ہوئی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآہونا اور معاشرہ میں رہ کر حالات کا مقابلہ کرکے زندگی کو صحیح طریقے سے بسر کرنا دنیا داری نہیں عین دین ہے ۔ اور عبادت ہے ۔ بلکہ فی زمانہ جہاد ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاصؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا وہ ہمیشہ دن کو روزہ اور رات کو قیام کیا کریں گے ۔ (جو یقیناً صحرانوردی سے بہتر تھا ۔) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

فلا تفعل صم وافطر ونم وقم فان لجسدك عليك حقا وان لعينك عليك حقا وان لزوجك عليك حقا وان لزورك عليك حقا وفى رواية وان لولدك عليك حقا (صحیحین)

ایسے مت کرو کبھی روزہ رکھ لو اور کبھی چھوڑ دو ۔ سویا بھی کرو اور قیام بھی کیا کرو ۔ کیونکہ تجھ پر تیرے جسم کا بھی حق ہے ۔ تیری آنکھ کا بھی حق ہے ۔ تیری بیوی کا حق ہے ۔ تیرے مہمان کا حق ہے ۔ اور تیرے بچے کا حق ہے ۔

یہ دیوبندی ہیں ۔ ہمارے ہاں کی تبلیغی جماعت اصل میں دیوبندیوں کا ایک نیا روپ ہے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانہ میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا نعرہ بے وزن ہو گیا ہے ۔ اور اب اس میں کوئی کشش باقی نہیں رہی ۔ تو انہوں نے یہ نئی جماعت بنا ڈالی ۔ تاکہ شکاری کے جال کی طرح بظاہر اس بے ضرر معصوم اور درویشانہ کام سے لوگوں کو گھیر گھار کر لایا جا سکے ۔ اور متاثر کرنے کے بعد انہیں حنفیت کا ٹیکہ لگا دیا جائے اور یہ ہو رہا ہے ۔

سفر میں روزہ قدرت کی مہربانی ملاحظہ ہو ۔ ماہِ رمضان میں سفر پر جانا پڑ جائے تو حکم یہ نہیں روزے رکھو اور سفر ملتوی کرو بلکہ ہدایت یہ ہے ۔ سفر کر لو روزے پھر رکھ لینا ۔

من كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر (بقرہ)

جو کوئی بیمار ہے۔ یا سفر پر تو گنتی ہے دوسرے دنوں کی۔
یعنی اپنا کام کرلو میرا کام بعد میں بھی ہوتا رہے گا۔ اس رحیمی مقابلہ میں ماں کی ممتا بھی ہیچ ہے۔

بلکہ اگر تکلیف محسوس ہو تو رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لیس من البر الصیام فی السفر (صحیحین)

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ بلکہ رکھا ہوا روزہ بھی انسان سفر میں توڑ سکتا ہے۔
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی مکۃ فی رمضان فصام حتی بلغ الکدید افطر (بخاری باب اذا صام ایاما فی رمضان ثم سافر) ص۲۶۰

حضورؐ روزہ رکھ کر ماہ رمضان میں مکہ کی طرف تشریف لے گئے۔ بمقام کدید پہنچ کر افطار کر لیا۔

نماز قصر اسی طرح سفر میں نماز کو قصر کرنا حضورؐ کی سنت مؤکدہ ہے۔ حافظ ابن القیم فرماتے ہیں

ولم یثبت عنہ انہ اتم الرباعیۃ فی سفرہ البتۃ (زاد المعارج) ص۱۲۹

آپؐ سے سفر میں چار رکعتی نماز کا پورا پڑھنا کبھی ثابت نہیں حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج من المدینۃ الی مکۃ لا یخاف الا رب العالمین فصلی رکعتین (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ کی طرف پر امن سفر کیا اور نماز قصر فرمائی۔
خلفائے راشدین کا بھی یہی عمل تھا۔ (عن ابن عمرؓ بخاری ص۱۴۹)

البتہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں دونوں طرح یعنی پوری بھی اور قصر کے ساتھ بھی نماز پڑھی، تو آپؐ نے فرمایا:

احسنت یا عائشۃ۔ اے عائشہ تو نے اچھا کیا (دار قطنی، نسائی)

لیکن اسے امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں احتجاج کے قابل نہیں سمجھا۔ یہ انتہا درجہ کی ضعیف ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ انہ کذب علی عائشۃ۔ یہ حضرت عائشہ پر غلط الزام ہے۔ (احکام السفر ص۸۸ بحوالہ التعلیقات السلفیہ ص۱۷۰)

سفر کی حد

یاد رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کی تحدید ثابت نہیں۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

ولم یحد صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ مسافۃ محددۃ للقصر والفطر بل اطلق لھم ذلک فی مطلق السفر والضرب فی الارض کما اطلق لھم التیمم فی کل سفر واما ما یروی عنہ من التحدید بالیوم و الیومین او الثلاثۃ فلم یصح عنہ شئ

(زاد المعارج، ۱، ص۱۳۳)

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے قصر اور افطار کے بارے میں اپنی امت کے لیے کوئی مسافت مقرر نہیں فرمائی۔ بلکہ تیمم کی طرح اسے ہر سفر میں جائز رکھا۔ ایک دن یا دو دن یا تین دن کی نسبت آپ کی طرف صحیح نہیں۔

تاہم صحیح روایت کے مطابق آپ سے کم از کم اور یقین کے ساتھ جتنے سفر میں قصر ثابت ہے۔ وہ نو میل ہے۔

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او فراسخ صلی رکعتین (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسخ (۹ میل) کے سفر میں قصر فرما لیا کرتے تھے۔

حنفیہ تین روز کے برابر پیدل چلنے کی مسافت کو سفر کہتے ہیں۔ دلیل یہ دی ہے۔ منقولہ علیہ السلام یمسح المقیم کمال یوم و لیلۃ والمسافر ثلاثۃ ایام ولیالیھا۔

(ھدایہ باب صلوٰۃ المسافر ص۱۲۴)

حضور کا فرمان ہے۔ مقیم ایک روز تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ اور مسافر تین روز تک یہ کوئی دلیل نہیں مسافر اگر تین روز تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ سفر ہوتا ہی وہ ہے۔ جو کم از کم تین روز کی منزل تک ہو۔

بعض علماء کا قول دو روز منزل کا ہے۔ جبکہ بعض علماء کا قول ایک روز منزل کا ہے۔ ہدایہ میں امام شافعیؒ کا یہی مذہب لکھا ہے۔

موطا امام مالک میں ہے۔ کہ عبد اللہ بن عمرؓ ایک روز کے سفر پر قصر فرما لیتے تھے۔ ابن

ابی شیبہ میں ابنِ عباس کا بھی یہی مذہب بیان ہوا ہے۔ امام مالکؒ چار برید یعنی ۴۸ میل کے سفر میں قصر پسند کرتے ہیں۔ (موطا ص ۵۲) وہ اس مسئلہ میں تقریباً حنفیہ کے ہم خیال ہیں۔

حضرت انسؓ کی حدیث کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ یہ طویل سفر پر محمول ہے یعنی جب آپؐ لمبے سفر پر روانہ ہوتے تو چند میل کے بعد قصر فرمانا شروع کر دیتے مگر یہ تاویل درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے۔ کہ سفر کے لیئے آبادی سے نکلتے ہی قصر جائز ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ابھی واضح ہوگا انشاء اللہ الرحمٰن۔

بات یہ ہے۔ صحیح حدیث کو چھوڑ کر تحدید سفر کے لیئے اِدھر اُدھر کے اقوال سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ہمارے علمائے اہلحدیث سفر میں عام طور پر عرف کا اعتبار رکھتے ہیں۔

شہر سے نکل کر انسان سفر پہ روانہ ہو تو شہر سے باہر نکلنے کے بعد قصر کی جا سکتی ہے۔ خرج علی بن ابی طالب فقصر وھو یری البیوت فلما رجع قیل ھذہ الکوفۃ قال لا حتّٰی ندخلھا (بخاری ص ۱۴۸)

حضرت علیؓ سفر پر روانہ ہوئے تو آپ نے نمازِ قصر فرمائی۔ جب کہ ابھی آبادی نظر آ رہی تھی۔ واپس تشریف لائے تو بھی فرمایا جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہوں جائیں گے۔ اس وقت قصر ہی کریں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر نکلے تو آپ نے ذوالحلیفہ میں نمازِ قصر فرمائی۔ (ایضاً)

ذوالحلیفہ مدینہ سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔

میعادِ سفر انسان کتنی دیر کہیں قیام کرے تو قصر کر سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں یہ حدیث واضح ہے۔ عن ابن عباس قال سافر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سفرا فاقام تسعۃ عشر یوما یصلی رکعتین رکعتین قال ابن عباس فنحن نصلی فیما بیننا و بین مکہ تسعۃ عشر رکعتین رکعتین فاذا اقمنا اکثر من ذلک صلینا اربعا۔

(بخاری)

فتح مکہ کے سلسلے میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے۔

حضورؐ نے سفر مکہ میں ۱۹ روز قیام فرمایا۔ اور نمازِ قصر پڑھتے رہے۔ ہمارا بھی یہی عمل ہے۔ اس سے زیادہ قیام کریں تو پوری پڑھتے ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہؒ نے اسے قوی ترین مذہب قرار دیا ہے۔
(تحفۃ الاحوذی جلد ا صفحہ ۳۸۴)

حنفیہ ۱۵ دن تک قصر کے قائل ہیں۔ کیونکہ ابنِ ماجہ اور نسائیؒ وغیرہ میں حضورؐ کے قیام کی مدت ۱۵ دن مذکور ہے۔

تعلیقاتِ سلفیہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ روایت شاذ ہے۔ اور تمام روایات کے خلاف ہے۔ بالفرض صحیح ہو تو ہو سکتا ہے۔ راوی نے اندازاً ۱۵ دن کہہ دیا ہو (۱۷۰)

امام اوزاعیؒ ۱۲ روز تک قصر مانتے ہیں۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں اس مسلک کے لیئے کوئی مستند نہیں (نیل الاوطار)

ائمہ ثلاثہؒ ۳ دن تک قصر جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حضورؐ نے مہاجرین کو حج کے بعد مکہ میں ۳ دن سے زیادہ رکنے سے منع فرمایا تھا۔ (نسائیؒ)

مگر اس کے بارے میں علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں۔

ورد هذا الاستدال بان الثلاث قدر قضاء الحوائج لا لكونها غير اقامة (تحفة الاحوذى، ص۳۸۵)

یہ استدلال مسترد کیا گیا ہے۔ کیونکہ تین دن کا مقصد یہ تھا۔ کہ اتنی دیر میں انسان ضروریات سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ ۳ دن تک قیام اقامت کے حکم میں نہیں ہوتا۔ اور بعد میں ہو جاتا ہے۔

ابن عباس کی ۱۹ دن والی حدیث کو تردد پر محمول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر یہ تاویل بلا دلیل ہے۔ حضورؐ کی مصروفیات بہت زیادہ تھیں۔

بصورت تردّد اگر قیام کے بارے میں تردّد ہو۔ جیسے فوج کہیں ٹھہری ہوئی ہو۔ یا سفر میں کوئی رکاوٹ پڑی ہوئی ہو۔ تو قصر کے لیئے کوئی میعاد نہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں

اجمع اهل العلم على ان فران يقصر مالم يجمع اقامة وان اتى عليه سنون۔

تمام اہل علم کا اجماع ہے۔ کہ مسافر جب تک قیام کی نیت نہ کرلے قصر کرتا رہے گا۔ خواہ سالہا سال گزر جائیں۔

بیہقی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ بیں صحابہ کرامؓ نے نو مہینے تک نماز قصر پڑی۔
مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ حضرت ابن عمرؓ نے آذربائیجان میں چھ ماہ تک قصر پڑی۔

سفر کی سنتیں سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازوں کے آگے پیچھے سننِ راتبہ کا پڑھنا ثابت نہیں۔

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

وكان من هديه صلى الله عليه وسلم فى سفر الاقتصار على الفرض ۔ (زاد المعاد، ص۱۳۱)

حضور سفر میں صرف فرض نمازوں پر اکتفا فرماتے

حفص بن عاصم سے روایت ہے

صحبت ابن عمر فى طريق مكة فصلى الظهر ركعتين ثم جاء رحله وجلس فرای ناساً قياماً فقال ما يصنع هولاء قلت يسبحون قال لو كنت مسبحا اتممت صلوتى صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان لا يزيد فى السفر على ركعتين وابابكر وعمر و عثمان كذالك (صحيحين)

مجھے حضرت ابن عمر کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ اور اپنے ڈیرے پر آکر بیٹھ گئے۔ کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں ہمیں نے کہا سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اگر میں نے سنتیں پڑھنی ہوتیں تو فرض ہی پورے پڑھ لیتا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی سفر میں فرض کی دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتا تھا۔

ابو داؤد اور ترمذی میں ہے۔ براء بن عازبؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر سے قبل دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

اور ترمذی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ آپؐ نے سفر میں ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں مگر یہ دونوں روایتیں صحیح نہیں۔

براء بن عازب والی حدیث کو امام ترمذی نے غریب کہا ہے۔ اور ابنِ عمرؓ کی روایت کو گو حسن کہا ہے۔ مگر اس میں حجاج بن ارطاۃ اور عطیہ بن سعد کوفی دو راوی مدلس ہیں۔

تاہم ترمذی ہی میں مروی ابنِ ابی لیلی والی روایت میں ان دونوں کی متابعت بھی پائی گئی ہے۔ بعض صحابہ کرام سے نمازوں کے اوقاف نوافل کا پڑھنا ثابت ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

فهو كالتطوع المطلق لا انه سنة راتبة للصلوٰة كنت صلوٰة الاقامة (زاد المعاد، ص۱۳۱)

یہ عام نفلی عبادت تھی۔ نماز کی سنتیں نہیں تھیں۔ جیسے حالتِ اقامت میں پڑھی جاتی ہیں۔

علامہ عینیؒ حنفی فرماتے ہیں۔

والا وجه ان يحمل حديث النفی علی حالة السير وحديث الثبوت علی حالة القرار۔ كما هو المختار عن مذهبنا (بحوالہ حاشیہ بخاری ص۱۴۸)

بہتر یہ ہے۔ کہ نفی کی حدیث کو چلنے کی حالت پر اور ثبوت کی حدیث کو ٹھہرنے کی حالت پر محمول کر لیا جائے۔ جیسا کہ ہمارا پسندیدہ مذہب ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں۔

المختار عندی ان المسافر فی سفر ان شاء صلی الرواتب وان شاء تركها (تحفۃ الاحوذی)

مسافر کی مرضی پر ہے۔ چاہے سنتیں پڑھے۔ چاہے چھوڑ دے۔

سفر میں نوافل

عام نوافل کا پڑھنا حضورؐ سے ثابت ہے۔ بلکہ وہ سواری پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ خواہ انسان قبلہ رخ نہ بھی ہو۔ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يسبح علی الراحلة قبل ای وجه توجه ويوتر عليها غير انه لا يصلی عليها المكتوبة (البخاری، ص۱۴۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جدھر بھی تشریف لے جا رہے ہوتے۔ اُدھر رخ کر کے سواری پر ہی نفلی عبادت اور وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔ البتہ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی الله عليه وسلم كان يصلی علی راحلة نحو المشرق فاذا اراد ان يصلی المكتوبة نزل فاستقبل القبلة (البخاری، ص۱۴۸)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سواری پر مشرق رخ نفل پڑھ رہے تھے۔ جب فرض نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو نیچے اتر کر قبلہ رو ہو گئے

عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سافر فاراد ان يتطوع استقبل القبلہ بناقتہ فكبر ثم صلى حيث وجهه ركابه (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نفلی نماز کا ارادہ فرماتے اور اپنی ناقہ کو قبلہ رخ کر کے تکبیر تحریمہ کہتے پھر اس طرف منہ کر لیتے جس طرف آپ کی سواری آپ کا رخ موڑ دیتی۔

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام بھیجا واپس آیا تو آپؐ اپنی سواری پر مشرق سمت نماز پڑھ رہے تھے۔ اور سجدہ میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکتے تھے۔

ہاں اگر کہیں قبلہ کا تعین نہ ہو سکے تو جب تک صحیح معلوم نہ ہو۔ تو اندازے سے کسی سمت فرض نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اينما تولوا فثم وجه الله (بقرۃ)

تم جدھر منہ کرو اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔

ان احادیث سے دیگر مسائل کے علاوہ معلوم ہوا کہ فرض نماز بہر حال اتر کر پڑھنا چاہیئے

وتر اور صبح کی سنتیں

وتر اور صبح کی سنتوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں عام نوافل کی نسبت ان کے بارے میں تاکید زیادہ آئی ہے۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

الا ما كان من الوتر وسنة الفجر فانه لم يكن ليدعها حضراً و لا سفراً (زاد المعاد، صـ۱۳۱)

وتر اور فجر کی سنتیں حضورؐ نے حضر و سفر میں کبھی نہیں چھوڑے۔ چنانچہ فجر کی سنتوں کے بارے میں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

ولم يكن يدعهما ابداً (بخاری، صـ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمیشہ پڑھتے تھے۔

اور سفر میں وتر پڑھنے کا ثبوت اوپر ابن عمرؓ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

تاہم یہ دونوں نمازیں فرض یا واجب نہیں

وتروں کے بارے میں تو خاص طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

کان یوتر علی البصیر (عن ابن عمر، بخاری)
آپ اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

یوتر علی راحلۃ (ایضاً)
آپ اپنی سواری پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

اگر یہ فرض یا واجب ہوتے تو انہیں سواری پر نہ پڑھا جاتا۔ حنفیہ انہیں سواری پر پڑھنے کے قائل نہیں۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر واجب ہیں۔ اور یہ ایسا مذہب ہے جس میں وہ منفرد ہیں۔ حتیٰ کہ اس مسئلہ میں ان کے صاحبین نے بھی ان کا ساتھ نہیں دیا۔ وتروں کے وجوب پر جن روایتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ ان میں کوئی بھی صحیح نہیں اور عدم وجوب پر دلالت کرنے والی متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔

بالفرض اوّل الذکر روایتوں میں صحت کی کوئی رمق موجود ہو تو ان سے مراد استحباب لیا جانا چاہیئے نہ کہ وجوب۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم (بخاری، صلا۱۲)
جمعہ کے روز ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔
خود حنفیہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

گاڑی وغیرہ میں نماز

اگر گاڑیوں، کشتیوں اور ہوائی جہازوں میں ارکان ٹھیک طور پر ادا ہو سکیں اور قبلہ رو بھی ہوا جا سکے تو ان پر فرض نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

کیونکہ اندریں صورت وہ تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔ جو فرض نماز کے لیئے ضروری ہیں۔ ورنہ سواری رکنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور نمازوں کو جمع کر لینا چاہیے۔

سمع خراشی نہ ہو تو احمد رضا خان صاحب کے یہ ارشادات بھی سن لیجیئے۔

عرض :۔ اگر کشتی بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو۔ لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہو گی یا نہیں۔؟

ارشاد :۔ پڑھ لے جب کنارے پر اترے اعادہ کرلے۔
عرض :۔ اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو۔ تو اس پر نماز ہو جائے گی۔؟
ارشاد :۔ اگر اتر نہیں سکتا تو ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں

عرض :۔ حضور کشتی تو مستقر ہے۔
ارشاد :۔ کشتی پانی پر ہے یا زمین پر۔؟ پانی پر بے شک مستقر ہے۔ مگر پانی مستقر نہیں۔
عرض :۔ کرامت اولیاء سے اگر تخت ہوا پر رک جائے۔ تو اس پر نماز ہو گی یا نہیں
ارشاد :۔ نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں۔ ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے۔ سب منجمد ہو جائے تو ہو جائے گی۔ ارض شمال میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں۔ کہ پہاڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں اس پر نماز ہو جائے گی۔ جائز ہے۔
(ملفوظات صفحہ نمبر ۳۲۸)

بحری اور ہوائی سفر میں نمازوں کے متعلق امت بریلویہ کو ان ارشادات کی روشنی میں اپنے اعمال پر نظر ثانی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم میں نقطہ برابر خطا ناممکن ہے۔
(احکام شریعت ص۱۱)

جمع بین الصلوتین

ہماری شریعت سفر میں جمع بین الصلوتین کی سہولت دیتی ہے۔
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین صلوٰۃ الظھر والعصر اذا کان علی ظھر سیر الجمع بین المغرب والعشاء (عن ابن عباس، بخاری)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر وعصر اکٹھی اور مغرب وعشاء بھی اکٹھی پڑھ لیا کرتے تھے۔
کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر الی وقت العصر فجمع بینھما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر ثم رکب (عن انس، مسلم)
نبی علیہ الصلوۃ والسلام اگر دوپہر سے پہلے روانہ ہوتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر لیتے۔ اور اگر روانگی سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔
عن ابن عمر انہ استغیث علی بعض اھلہ فجد بہ السیر واخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل مجمع بینھما ثم اخبرھم ان رسول اللہ صلے علیہ وسلم کان یفعل ذالک اذا جد بہ السیر (ترمذی)
ابن عمرؓ اپنی ایک گھریلو پریشانی کی بنا پر باہر جانے کی جلدی میں تھے۔ تو آپ نے مغرب

کی نماز کو مؤخر کیا۔ یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی۔ پھر اتر کر آپ نے مغرب اور عشاء دونوں جمع کرکے پڑھیں۔ اور بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفر میں یونہی کیا کرتے تھے۔

اس مضمون کی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ صـ۲۴۳

حنفیہ صرف حج کے موقع پر جمع بین الصلواتین کے قائل ہیں۔ ان احادیث کو وہ جمع صوری پر محمول کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں علامہ عبدالحی لکھنوی حنفیؒ فرماتے ہیں۔

حمل اصحابنا الاحادیث الواردۃ فی الجمع علی الجمع الصوری وقد بسط الطحاوی الکلام فیہ فی شرح معانی الاثار لکن لا ادری ماذا یفعل بالروایات التی وردت صریحا بان الجمع کان بعد ذھاب الوقت وھی مرویۃ فی صحیح البخاری وسنن ابی داؤد وصحیح مسلم وغیرھا من الکتب المعتمدۃ علی ماہ یخفی علی من نظر فیھا (التعلیق الممجد صـ۱۳۱)

ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے ان احادیث کو جمع صوری پر محمول کیا ہے۔ جیسے کہ طحاوی نے شرح معانی الاثار میں اس مسئلہ پر بہت بحث کی ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا ان احادیث کا کیا کیا جائے گا۔ جو اس بارے میں واضح ہیں۔ کہ جمع وقت گزرنے کے بعد تھی۔ اور یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

صاحبِ نظر سے تو یہ شے مخفی نہیں رہ سکتی

امام خطابیؒ فرماتے ہیں۔

ان الجمع رخصۃ فلو کان علی ماذکرہ لکان اعظم ضیقا من الاتیان بکل صلوۃ فی وقتھا لان اوائل الاوقات واواخرھا مما لا یدرکہ اکثر الخاصۃ فضلاً عن العامۃ

(بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ صـ۳۸۸)

جمع ایک رخصت ہے۔ اگر بقول ان کے یہ صورت ہو تو ہر نماز کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنا بہت دقت طلب ہے۔

اس لیئے کہ اوقات کا اوّل و آخر معلوم کرنا اکثر خاصوں کے بس کی بات نہیں۔ عامیوں

کا تو ذکر ہی کیا۔

اس میں شک نہیں بروایت حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع صوری بھی ثابت ہے۔　(مسند احمد حاکم)

مگر احادیث مذکورہ بالا سے جمع صوری مراد لینا ناانصافی ہے۔

جمع تقدیم حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علی وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل تزیغ الشمس اخیر الظہر الی ان یجمعہا الی العصر فیصلیہما جمیعا اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر وصلی الظہر والعصر جمیعًا ثم سارا کان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتے یصلیہا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلہامع المغرب (ترمذی)

غزوہ تبوک کے سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرنا ہوتا تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کو ساتھ ملا لیتے۔ اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہونا ہوتا تو عصر کو مقدم کر کے ظہر کو ساتھ ملا لیتے۔ اور اسی طرح مغرب اور عشاء میں تقدیم و تاخیر فرماتے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب لکھا ہے۔ دراصل اس حدیث میں وضاحت اور تائید ہے۔ اس حدیث کے لیے جو بین الصلوتین کے متعلق بخاری شریف میں ابن عباس سے مروی ہے۔ نیز امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

وھذا الحدیث یقول الشافعی واحمد واسحاق یقولان لاباس ان یجمع بین الصلوتین فی السفر فی وقت احدھما۔

اس حدیث کے مطابق امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحاق کا فتوی یہ ہے۔ کہ سفر میں جمع بین الصلوتین ہر طرح جائز ہے یعنی بصورت تقدیم بھی اور بصورت تاخیر بھی۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

قال باطلاق جواز الجمع کثیر من الصحابۃ والتابعین و من الفقہاء والثوری والشافعی واحمد واسحاق (فتح الباری)

بہت سے صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاءؒ، ائمہ کرام ثوریؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور اسحاق مطلقًا جمع

بین الصلوٰتین کے قائل ہیں۔

حافظ ابن حزمؒ صرف جمع تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں امام ابو داؤدؒ کا قول نقل کیا ہے۔ ولیس فی جمع التقدیم حدیث قائم

جمع تقدیم کے بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

امام مالکؒ کا بھی یہ مذہب بیان کیا گیا ہے۔

مگر مؤطا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی جمع تقدیم کے قائل ہیں۔

مالك عن ابن شهاب انهٗ سال سالم بن عبد الله هل يجمع بين الظهر والعصر فی السفر فقال نعم لا باس بذلك الم ترا الی صلوٰة الناس بعرفة ص۵۱

ابن شہابؒ نے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ سفر میں ظہر و عصر کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں کوئی حرج نہیں۔ کیا تم نے عرفہ میں لوگوں کی نماز نہیں دیکھی۔ اور عرفہ میں جمع تقدیم ہوتی ہے۔ یعنی عصر کو ظہر کے ساتھ ظہر کے وقت میں پڑھا جاتا ہے۔

معاذ بن جبل والی روایت ایک دوسری سند کے ساتھ ابو داؤدؒ میں بھی موجود ہے۔ جمع تقدیم کے بارے میں مسند احمد وغیرہ میں بھی ابن عباسؓ سے روایت آتی ہے۔

حالتِ نزول میں جمع یاد رہے جمع بین الصلوٰتین کی رخصت صرف دورانِ سفر میں ہی نہیں۔ مسافر کہیں ٹھہرا ہوا ہو۔ تو وہاں بھی وہ جمع کر سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر تبوک کے بارے میں معاذ بن جبلؒ یوں روایت کرتے ہیں۔

فاخر الصلوٰة يوما ثم خرج فصلی الظهر والعصر جميعا ثم دخل ثم خرج فصلی المغرب والعشاء جميعا مؤطا امام مالك ص۵۰)

آپؐ نے ایک روز نماز کو مؤخر فرمایا۔ پھر نکلے اور ظہر و عصر کی نماز ملا کر پڑھی۔ پھر داخل ہوئے۔ پھر نکلے اور مغرب و عشاء اکٹھی پڑھی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

قوله دخل ثم خرج لا يكون الا وهو نازل فللمسافر ان يجمع نازلا ومسافرا (الام بحواله تحفة الاحوذی ص۳۸۸)

معاذ بن جبل کی روایت کے یہ الفاظ کہ پھر حضور داخل ہوتے۔ پھر نکلے بتلاتے ہیں۔ کہ آپ ٹھہرے ہوتے تھے۔ لہذا مسافر چاہے ٹھہرا ہوا ہو یا جا رہا ہو جمع کر سکتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبرؒ وغیرہ نے بھی اس حدیث کو اس مسئلہ میں واضح دلیل قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

حافظ ابن القیم نے شاید اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ورنہ وہ یہ نہ فرماتے

ولم یکن من ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمع راکبا فی سفرہ کما یفعلہ کثیر من الناس الا الجمع حال نزولہ ایضا وانما کان یجمع اذا جدبہ السیر واذا سار عقیب الصلوٰۃ (زاد المعاد ص۱۳۳)

سفر میں چلتے چلتے یا حالت نزول میں نبی صلعم نماز جمع نہیں کرتے تھے۔ آپ اس وقت جمع کرتے جب آپ نے سفر کے لیے روانہ ہونا ہوتا یا نماز پڑھتے ہی چل دینا ہوتا۔

اذان دو نمازیں یا ہنگامی قسم کے حالات میں چند نمازیں جمع ہو جائیں تو انہیں با جماعت پڑھنے کی صورت میں اذان ایک ہی دینی چاہیئے۔ البتہ اقامت ہر جماعت کے لیئے الگ الگ ہونی چاہیئے

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوٰت یوم الخندق حتی ذھب من اللیل ماشاء اللہ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظھر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ترمذی باب ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوٰت بایتھن یبدأ)

یوم خندق کو مشرکین کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں پڑھنے سے رہ گئیں۔ یہاں تک کہ کافی رات گذر گئی تو آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

امام شافعیؒ ایک ہی اقامت کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر حدیث پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

بعد از وقت جماعت کے لیئے اذان قضاء نماز کی جماعت کے لیئے بھی اذان کہنی چاہیئے۔ ایک سفر میں مسلمانوں کی فجر کی نماز رہ گئی حتیٰ کہ سورج نکل آیا تو حضورؐ نے فرمایا:۔

یا بلال قم فاذن بالناس (بخاری باب الاذان بعد ذھاب الوقت ص۸۳)

اے بلال اٹھو اور اذان کہو۔

نمازوں میں ترتیب عبداللہ بن مسعود کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضا دیتے وقت ترتیب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس کے استحباب میں شبہ نہیں البتہ وجوب میں اختلاف ہے۔ حنفیہ وجوب کے قائل ہیں۔ جبکہ شافعیہ ایسا نہیں سمجھتے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

مقیم کی اقتداء مسافر اگر مقیم کی اقتدا کرے تو اسے پوری نماز پڑھنا چاہیئے۔ وکان ابن عمر اذا صلی مع الامام صلی اربعا اذا صلھا وحدہ صلی رکعتین (مسلم ص۲۴۳)

حضرت ابن عمرؓ حالت سفر میں امام کے ساتھ چار روز اکیلے دو رکعت نماز پڑھتے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ مسافر کا مقیم کے پیچھے پوری نماز پڑھنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (مسند احمد)

امام مالک اور ابراہیم نخعی وغیرہ کا خیال ہے۔ اگر ایک رکعت سے کم ملے تو پھر مسافر قصر کر سکتا ہے۔ (الفتح الربانی ج ۵ ص ۲۸۱)

سفر اور جمعہ حدیث میں آتا ہے۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں (عن جابر، دار قطنی) مگر گرائی وغیرہ پر جانے کے لیئے ہمیشہ ہی جمعہ کو ضائع کر دینا اور اسے معمول بنالینا زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر جمعرات کو سفر پر نکلا کرتے تھے۔ (بخاری ص۴۱۲)

ہاں اگر کہیں جمعہ پڑھ لیا جائے تو پھر کوئی فرق نہیں پڑتا اِلّا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

تیمم وضو یا غسل جنابت کے لیئے پانی نہ ملے تو تیمم بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کا صحیح ترین طریقہ وہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے بیان فرمایا تھا۔ یعنی:

انما کان یکفیك ھکذا ومسح وجھہ وکفیہ واحدۃ (بخاری ص۵۰)

تجھے اتنا ہی کافی تھا۔ اور آپؐ نے ایک ہی بار اپنے چہرہ مبارک اور ہاتھوں کا مسح فرمایا

اکیلے سفر کرنا سفر کے متعلق یہ باتیں بھی یاد رکھنے کی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کو پسند نہیں فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لو یعلم الناس ما فی الواحدۃ ما اعلم ما سار راکب بلیل وحدہ (بخاری)

اگر لوگوں کو میری طرح احساس ہو کہ اکیلے سفر کرنے میں کیا نقصان ہے۔ تو کوئی سوار ایک رات کے لیئے بھی تنہا سفر نہ کرے۔

آپ نے سفر کے لیئے کم از کم تین ساتھیوں کو پسند فرمایا۔ (موطا امام مالک)

نیز فرمایا انہیں چاہیئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر منتخب کر لیا کریں (ابوداؤد)

اب تو ہر طرف جانے والے مسافر ہی اپنے بے شمار ہو گئے ہیں۔ کہ گھر سے قافلہ بنا کر چلنے کی محتاجی نہیں رہی۔ ہزاروں کی تعداد میں ریڈی میڈ ساتھی مل جاتے ہیں بہرحال جہاں ضرورت محسوس ہو ان احادیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ اپنے بہرحال اپنے ہی ہوتے ہیں۔

عورت کے لیئے سفر عورت بغیر شوہر یا محرم کے سفر نہیں کر سکتی۔ حتیٰ کہ حج کے لیئے بھی نہیں جا سکتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یخلون رجل بامرأۃ الا معھا ذو محرم ولا تسافر المرأۃ الا مع ذی محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ ان امرأتی خرجت حاجۃ وانی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا قال انطلق فحج مع امرأتك (عن ابن عباس مسلم صـ ۴۳۴)

کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ بغیر اس کے محرم کے خلوت اختیار نہ کرے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ میری بیوی حج کو چلی ہے۔ اور میرا نام فلاں غزوہ میں درج کیا گیا ہے۔ تو فرمایا تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ۔ مجبوری کی صورت میں بعض علماء نے قابل اعتماد غیر محرموں کے ساتھ عورت کو حج کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ ازواج مطہرات نے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ جا کر حج کیا تھا۔

(بخاری صـ ۲۵۰)

مگر اس استدلال میں زیر نظر ہے۔ کیونکہ حضورؐ کی بیویاں امہات المومنین رضی تھیں۔

عورت اپنے خاوند یا محرم کے پیچھے موٹر سائیکل یا کسی بھی سواری پر بیٹھ کر سفر کر سکتی ہے۔
ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

ومع النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیۃ مردفھا علی راحلۃ (بخاری)

حضرت صفیہؓ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے سواری پر بٹھاتے ہوتے تھے۔

سفر میں موسیقی

لوگ جانوروں کے گلے میں گھنٹیاں باندھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھنٹی شیطان کا باجہ ہے۔ (مسلم)

اب کاروں کے ہارن ہی اس قسم کے ایجاد ہو گئے ہیں۔ جیسے میوزک بج رہا ہو۔ ڈسکو میوزک کے کیا ہی کہنے۔ دورانِ سفر موسیقی سے خوب دل بہلایا جاتا ہے۔ اور ہمارے بھائی اس میں مست ہو کر حادثات کو دعوت دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری شریعت میں مزامیر کی جو ممانعت ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ ڈرائیور لوگ اتنی اونچی آواز سے گانے لگا دیتے ہیں کہ کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

ایک شورِ بے ہنگم برپا ہوتا ہے۔ جیسے اس ملک میں کوئی قانون اور کوئی مذہب نہ ہو۔ اور ایک طرف تختی لگی ہوتی ہے۔ کہ سفر خاموشی سے کیجیئے

سیٹ کا جھگڑا

سفر میں دوسروں کے کام آنا چاہیئے بالخصوص سیٹ دینے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیئے

ارشاد ہوتا ہے۔

من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ علی من لا ظھر لہ ومن کان لہ فضل زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ قال فذکر من اصناف المال حتی رأینا انہ لا حق لاحد منا فی فضل (عن ابی سعید الخدری مسلم)

جس کے پاس فالتو سواری ہو چاہیئے کہ وہ اسے دے دے جس کے پاس نہیں ہے۔ اور جس کے پاس فالتو کھانا ہے چاہیئے کہ اسے دے دے جس کے پاس نہیں ہے۔ صحابی کہتے ہیں اسی طرح آپ نے مختلف مالی اشیاء کا ذکر فرمایا۔

یہاں تک کہ ہم نے جانا کہ جو شئے ضرورت سے زیادہ ہے۔ اس پر ہم میں سے کسی کا حق ہی نہیں۔ مگر اتنی احتیاط ضروری ہے۔ کہ یہ لفٹ اور یہ مدد کسی صحیح آدمی کو ملنی

چاہیے۔ ورنہ چور اچکے اور راہزن بھی مسافر کے بھیس میں اپنا کام کر جاتے ہیں۔

سفر پر روانہ ہونے کی دعا حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر روانگی کے وقت جب اونٹ پر بیٹھتے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ پڑھتے۔

سبحٰن الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون۔ اللھم انا نسئلک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی۔ اللھم ھون علینا سفرنا ھذا واطولنا بعدہ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل۔ واذا رجع قالھن وزاد ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔

(مسلم)

پاک ہے وہ خدا جس نے یہ سواری ہمارے تابع کی ہم اسے قابو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اپنے اس سفر میں نیکی کا پرہیزگاری کا اور اس عمل کا جو تجھے پسند ہو۔ یا اللہ ہم پر یہ سفر آسان فرما اور ہمارے لیئے اس کی دوری سمیٹ دے یا اللہ تو ہی سفر میں ساتھی ہے۔ اور گھر میں خبر گیری کرنے والا ہے۔ مولیٰ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقّت سے برے منظر سے اور مال و اہل میں نقصان دہ انقلاب سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات واپسی میں بھی کہتے اور ان الفاظ کا اضافہ فرماتے۔ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں

بحری سفر کی دعا علاوہ ازیں کشتی کا سفر شروع کرتے وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کلمات کی تلقین بھی فرمائی۔

بسم اللہ مجرھا ومرسھا ان ربی لغفور رحیم (ھود)

اللہ ہی کے نام سے ہے چلنا اس کا اور ٹھہرنا اس کا بے شک میرا رب بخشنے

والا مہربان ہے۔

سفر میں ٹھہرنے کی دعا

حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے روایت ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من نزل منزلا فقال اعوذ بکلمت اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرہ شئ حتی یرتحل من منزلہ ذلک (مسلم)

میں نے حضورؐ سے سنا جو شخص کسی جگہ ٹھہرے تو وہاں یہ پڑھے میں اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس شے کی برائی سے جو اس نے پیدا کی تو یہاں سے روانگی تک اسے کوئی شے ضرر نہ پہنچائے گی۔

یاد رہے ہوٹل کے علاوہ انسان اپنے عزیزوں کے ہاں مہمان بھی ٹھہر سکتا ہے۔ مگر مہمانی کو حضورؐ نے تین دن سے زیادہ پسند نہیں فرمایا (عن ابی شریح الکعبی صحیحین)

مسجد میں بھی قیام کی اجازت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرایا تھا۔ (ابو داؤد، ماجہ فی خبر الطائف)

لیکن شرط یہ ہے۔ کہ مسجد کے آداب میں فرق نہ آنے پائے یعنی گندگی نہ پھینکی جائے نمازیوں کی عبادت میں خلل نہ واقع ہو اور چوریاں نہ کی جائیں۔

سفر میں دعائیں

سفر میں دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة الوالد ودعوة المسافر ودعوة المظلوم (ترمذی وغیرہ)

تین قسم کی دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

الوداعی دعا

سفر کرنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے رخصت فرماتے تھے۔

استودع اللہ دینك وامانتك وآخر عملك (ترمذی)

میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین کو تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو۔

ایک جانے والے نے حضورؐ سے تین بار دعا کی درخواست کی تو آپؐ نے اسے یہ تین دعائیں دیں۔

زودك الله التقوى وغفر ذنبك ويسر لك الخير حيث كنت
(عن انس ، ترمذی)
اللہ تعالیٰ تجھ کو تقویٰ کا توشہ دے تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے لیئے بھلائی آسان کرے۔ جہاں کہیں تو ہو۔

واپسی کی نماز سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا بھی مسنون ہے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے۔

فاذا قدم بدأ بالمسجد فصلى فيه ركعتين (صحیحین)
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔

عن جابر قال كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فى سفر فلما قدمنا المدينة قال لى ادخل المسجد فصل فيه ركعتين (بخاری)
جابرؓ سے روایت ہے۔ میں آپؐ کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب ہم مدینہ واپس لوٹے تو فرمایا مسجد میں جاؤ اور دو رکعت ادا کرو
بعض علماء مثلاً امام شوکانیؒ وغیرہ نے اسے واجب لکھا ہے۔

گھر میں داخلہ طویل سفر سے واپسی پر رات کو بلا اطلاع اپنے گھر میں نہیں آنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا اطال احدكم الغيبة منه يطرق اهله ليلا (صحیحین)
جب تمہاری غیر حاضری طویل ہو جائے۔ تو رات کو گھر میں نہیں آنا چاہیئے۔ (یعنی اچانک) کیونکہ اس میں کچھ گھریلو اور ازدواجی مصلحتیں پنہاں ہیں۔
ہو سکے تو دوستوں کی دعوت بھی کرنی چاہیئے۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة نحر جزوراً او بقرة (بخاری ص۴۳۲)
مدینے پہنچ کر حضورؐ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔
بعض روایات میں اہل وعیال وغیرہ کے لیئے سفر سے سوغات لانے کا ذکر بھی ہے۔
(دارقطنی وغیرہ)

بغیر ٹکٹ سفر کرنا گاڑی میں بغیر ٹکٹ سفر نہیں کرنا چاہیئے۔ نہ چوری چھپے۔ نہ محکمے کی ملی بھگت کے ساتھ۔

یہ بہادری یا ہوشیاری نہیں ضمیر کی موت اور قوم کی خیانت ہے۔ بلا ٹکٹ سفر کی وبا ختم ہو جائے تو آئے دن گھاٹے نہ پڑیں بلکہ جتنی گاڑیاں ملک میں چلتی ہیں سواریوں کی بھیڑ بھاڑ سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حکومت ایک سال میں اتنی گاڑیاں اور خرید کر چلا سکتی ہے۔ تب عوام کو کتنا آرام ہو جائے

گندگی پھیلانا گاڑی میں گندگی نہیں پھیلانا چاہیئے۔ یہ غیر اخلاقی حرکت ہے۔ اسلام ہمیں صفائی کی تلقین کرتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

الطھور شطر الایمان (مسلم)

پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

تمباکو نوشی گاڑی میں بیٹھ کر تمباکو نوشی سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو لوگ حقہ سگریٹ نہیں پیتے ان کے لیئے یہ بات بہت قابلِ اعتراض اور تکلیف دہ ہوتی ہے۔ شرعاً کسی کو ایذا پہنچانا جائز نہیں۔ اوہ "سوری" کہہ کر بھی جائز نہیں۔

تخریب کاری گاڑی کی کسی شئے کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔ توڑ پھوڑ اچھی عادت نہیں۔ یہ قومی ضیاع ہے۔

احتیاط سفر میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے جان کو خطرہ ہو۔ مثلاً ریل گاڑی کے فٹ بورڈ پر کھڑے ہو کر سفر کرنا۔ کھڑکی سے ہاتھ باہر نکالنا۔ دیر سے آکر دوڑ کر گاڑی کو پکڑنا۔ یا جلدی میں نیچے اترنا۔ ان بے احتیاطیوں سے آئے دن مہلک حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

تیز سڑک پر چلنے والی گاڑیوں کو زیادہ تیز نہیں دوڑانا چاہیئے۔ پیچھے گولی نہیں چل رہی ہوتی چند منٹ ٹھہر کر پہنچا جا سکتا ہے۔ تیز روی انسان کو عدم آباد پہنچا دیتی ہے۔ اپنی زندگی کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ یہ بار بار نہیں ملتی۔